فقہ حنفی کی اہم کتابیں ایک نظر، ایک جائزہ

مولانا حق نواز اختر کوھاٹی
استاذ جامعہ ابوھریرہؓ اتحاد ٹاؤن کراچی

فقہ حنفی کی اہم کتابیں جن پر فقہ حنفی کی اساس و بنیاد ہے۔ یہ وہ کتابیں ہیں جو امام اعظم ابوحنیفہ کے تلامذہ امام ابو یوسف اور امام محمد کی تحریر کردہ ہیں۔ جس شخصیت کے سر امام ابوحنیفہ اور ان کے رفقا کے اجتھادات کی تدوین اور فقہ حنفی کی نشر و اشاعت کا سہرا بندھتا ہے، وہ امام محمد کی پاکیزہ شخصیت ہے جن کے گہر بار قلم سے درجنوں کتابیں منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئیں۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ان کی تعداد ۹۹ ہے اور بعض کا کہنا ہے کہ ان کی تعداد ۱۰۰۰ ہے، ان میں سے اکثر کتابیں نایاب ہیں۔ (ڈاکٹر محمود غازی، محاضراتِ فقہ: ص۴۸۴، مفید المفتی: ص۳)

فقہ حنفی کے مصادر کے تین حصے کئے گئے ہیں۔

(۱) ظاہر الروایت، (۲) نادر الروایت، (۳) فتاوی اور واقعات

ظاهر الروایت:

ظاہر الروایت سے مراد امام محمد بن حسن شیبانی کی وہ مشہور و معروف ''چھ'' کتابیں ہیں، جو فقہ حنفی میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہیں۔ علامہ شامی نے ''عقود رسم المفتی'' میں ان کتب کا تذکرہ اشعار کی صورت میں پیش کیا ہے۔

وكتب ظاهر الروايت اتت ○ ستاًو بالاصول ايضاًسميت
صّنفها محمد الشيبانى ○ حررفيها المذهب النعمانى
الجامع الصغير والكبير ○ والسير الكبير والصغير
ثمّ الزيادات مع المبسوط ○ تواترت بالسند المضبوط

(محمد آمین، شرح عقود رسم المفتی: ص۶۶، ط، دار الکتب، کراچی)

اور ظاہر الروایت کی کتابیں تعداد میں چھ منقول ہیں۔ ان کو 'اصول' بھی کہا جاتا ہے۔ جو محمد بن شیبانیؒ کی تحریر کردہ ہیں۔ جن میں امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ کے مذہب کو عمدہ طریقہ سے بیان کیا گیا ہے اور چھ کتابیں، الجامع الصغیر، الجامع الکبیر، السیر الکبیر، السیر الصغیر، زیادات اور مبسوط ہیں۔

الجامع الصغیر:

امام محمد کی یہ کتاب دراصل امام ابو یوسفؒ کی دیرینہ خواہش کی تکمیل ہے، جو ایک جلد میں ''ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی'' سے شائع ہو چکی ہے۔ مولانا عبدالحی لکھنویؒ نے ''النافع الکبیر'' کے نام سے اس کی عمدہ شرح رقم کی ہے۔ اس کے مقدمہ میں لکھتے ہیں، کہ: ''أنّ ابا یوسف مع جلالة قدره کان لا یفارق هٰذا الکتاب فی حضر ولا سفر'' (النافع الکبیر: ص۳۲. ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی)

امام ابو یوسفؒ اپنی جلالتِ شان کے باوجود اس کتاب کو سفر و حضر میں ساتھ رکھا کرتے تھے۔
مشائخ اس کتاب کا امتحان لئے بغیر کسی کو عہدہ قضا پر فائز نہیں کرتے تھے۔(ایضاً: ص،۳۲)
امام محمد نے اس کتاب میں "۱۵۳۲" مسائل ذکر کیے ہیں، جن میں ۱۷۰ مسائل فقہا کے اختلاف کو ذکر کیا اور "۲" مسائل میں قیاس اور استحسان سے استدلال کیا ہے۔

الجامع الکبیر:

امام محمدؒ کی اس کتاب کے بارے میں شیخ اکمل الدینؒ فرماتے ہیں، کہ

هو كاسمه لجلائل مسائل الفقه جامع كبير قد اشتمل على عيون الروايات ومتون الدرايات بحيث كاد ان يكون معجزًا و لتمام لطائف الفقه منجزًا ، شهد بذلك بعد انفاد العمر راووه ، ولا يكاد يلمّ بشيء من ذلك عاروه.. الخ (کشف الظنون: ج۱،ص ۵۶۳،ط۔المکتبۃ الشاملہ)

اس کتاب کی بہت سی شروحات لکھی گئی ہیں۔ جن میں "شرح الحصیری الکبیر" سب سے اہم سمجھی جاتی ہے۔ اس کتاب پر مولانا ابوالوفا افغانیؒ کا مقدمہ بھی بہت عمدہ ونفیس ہے جو"ادارہ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی" سے شائع ہو چکا ہے۔

الزیادات:

استنبول میں مخطوطہ کی صورت میں اس کے نسخے موجود ہیں۔
اس کتاب کا "زیادات" نام رکھنے کی وجہ کچھ یوں بیان کی جاتی ہے، کہ امام محمدؒ امام ابو یوسفؒ کے پاس مسائل سیکھنے جایا کرتے تھے اور امام ابو یوسفؒ کی "امالی" سے لکھا کرتے تھے۔ ایک دن امام ابو یوسفؒ نے فرمایا، کہ محمد پر ان مسائل کی تخریج شاق ہے۔ امام محمدؒ کو جب یہ بات پتہ چلی تو امام محمد نے ہر مسئلہ پر ایک ایک 'باب' لکھا اور اس کو زیادات کا نام دیا یعنی امام ابو یوسف کے املا کردہ مسائل پر زیادتی اور اضافہ۔
بعض نے لکھا ہے کہ امام محمدؒ نے جب 'الجامع الکبیر' لکھی تو اس میں کچھ مسائل باقی رہ گئے ان کو "زیادات" کے نام سے مرتب فرمایا اور جو مسائل زیادات سے بھی رہ گئے ان کو زیادات الزیادات کے نام سے رقم کیا۔(کشف الظنون: ج۲ص ۹۶۲، المكتبة الشاملہ)

قاضی خان نے زیادات کی مدح سرائی ان الفاظ میں کی ہے۔

ان الزيادات زاد الله رونقها عقم مسائلها من اصعب الكتب
أصولها كالعذارى قط مااقترعت فروعهن يد في العجم والعرب
ينال قارئها في العلم منزلة يغيب ادراكها عن أعين اشهب

(ایضاً، المكتبة الشاملہ)

السیر الصغیر:

فقہ کی اصطلاح میں ''سیر'' ان قوانین کو کہا جاتا ہے جن کا تعلق جنگ و امن، مسلمان و کفار کے تعلقات، مسلم و غیر مسلم ممالک کے باہمی روابط سے ہوتا ہے۔قانون کی تاریخ میں اس موضوع پر پہلی کتاب امام محمدؒ کے رشحاتِ قلم سے منظرِ عام پر آئی۔(مولانا سیف اللہ خالد، قاموس الفقہ: ج۱،ص۳۷۹ط،مزم پبلشر کراچی)

السیر الکبیر:

یہ کتاب بھی قانون بین الملکی ہی کے موضوع پر بہت تفصیلی کتاب ہے۔امام اوزاعیؒ نے جب اس کتاب کو دیکھا تو فرمایا" کہ"لو لاضمنه الاحادیث لقلت :انه یضع العلم من نفسه (کشف الظنون:ج۲،ص ۱۰۱۳)
علامہ سرخسیؒ نے اس کی پانچ جلدوں میں مفصل شرح لکھی ہے۔مجرد متن اب تشنہ طبع ہے۔

المبسوط:

اس کتاب کو''الاصل فی الفروع'' بھی کہا جاتا ہے۔امام شافعیؒ جیسے جلیل القدر فقیہہ نے اس کتاب کو زبانی یاد کیا اور اس کو سامنے رکھ کر اپنی کتاب''الام'' کو مرتب کیا۔اس کتاب کے مطالعہ سے امام اعظم ابو حنیفہؒ کے طریقِ استدلال،مختلف معاملات میں غور وخوص کی گہرائی وگیرائی کا پتہ چلتا ہے۔مولانا ابوالوفا افغانیؒ اس کے مقدمہ میں''بلوغ الامانی فی سیرۃ محمد بن حسن الشیبانی''ص:۶۱ کے حوالے سے لکھتے ہیں،کہ اسلم حکیم بسبب مطالعة المبسوط هذ اقائلاً:"هذا کتاب محمد کم الا صغر فکیف کتاب محمد کم الا کبر؟" (کتاب الاصل:ج۱ص۴،ط،دارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ،کراچی)
امام محمد نے جب یہ کتاب لکھی تو بہت زیادہ مقبول ہوئی لوگوں نے اس سے خوب استفادہ کیا۔اس زمانہ میں ایک یہودی عالم(جو عربی جانتا تھا) نے جب یہ کتاب پڑھی تو ایک شاندار جملہ کہا"تمھارے چھوٹے محمد کی کتاب کی یہ شان ہے تو بڑے محمد کی کتاب کی کیا شان ہوگی؟" یہ جملہ کہہ کر وہ دائرہ اسلام میں داخل ہوگیا۔اس سے اندازہ لگائیے،کہ یہ کس درجہ کی کتاب ہے۔

امام محمدؒ کی یہ چھ کتابیں ظاہر الروایت اور اصول کہلاتی ہیں،کیونکہ یہ درجہ شہرت وتواتر کے ساتھ مستند طریقہ پر منقول ہیں۔
امام محمدؒ کی بقیہ کتابیں جن کی تعداد درجنوں میں ہے جیسے ہارونیات کیسانیات رقیات وغیرہ اور امام اعظمؒ کے دوسرے تلامذہ کی کتابیں مثلاً امام ابو یوسفؒ کی''الامالی''امام حسن بن زیادؒ کی''المجرد'' وغیرہ یہ سب کتابیں''نادر الروایت'' کہلاتی ہیں،کیونکہ اس درجہ شہرت وتواتر کے ساتھ منقول نہیں جس درجہ میں''ظاہر الروایت'' ہیں۔اس لئے ان کتابوں کا درجہ ظاہر الروایت کے بعد آتا ہے۔اگر دونوں میں تعارض ہو جائے یعنی دونوں میں دو مختلف رائے بیان کی گئی ہو تو اس رائے کو ترجیح دی جائیگی،جو کتب ظاہر الروایت میں بیان کی گئی ہو۔
یادرہے،کہ امام محمدؒ کی مذکورہ بالا کتب،چونکہ فقہ حنفی کی اساس ہیں اس لئے جن،جن علاقوں میں فقہ حنفی رائج ہوتی گئی ان،ان علاقوں میں یہ کتابیں بھی رائج ہوئیں۔

ایک مشہور حنفی عالم ''ابوالفضل حاکم شہیدؒ'' نے ان کتب کے مکرر مسائل کو حذف کر کے ایک خلاصہ ''الکافی فی فروع الحنفیہ'' کے نام سے تیار کیا جو اہلِ علم پر ایک عظیم احسان ہے۔ اس خلاصہ کی شرح ایک بہت بڑے حنفی عالم ''شمس الائمہ سرخسیؒ'' نے لکھی۔ بارہ سال تک کنویں میں قید رہے اور کنویں میں بیٹھ کر کئی کتابیں لکھیں۔ جن میں ایک ''الکافی'' کی شرح ہے۔ ان کے شاگرد کنویں کی منڈیر پر آ کر بیٹھ جاتے، استاد محترم کنویں کے اندر سے بولتے جاتے اور شاگرد لکھتے جاتے تھے اور یوں تیس جلدوں کا علمی ذخیرہ 'المبسوطؒ' کے نام سے تیار ہو گیا۔ (کشف الظنون: ج۲ص ۱۵۸۰) یہ شرح پاکستان، ہندوستان، افغانستان اور بیروت و مصر سے کئی بار چھپ چکی ہے۔ الحمدللہ ہر جگہ دستیاب ہے۔

فتاوی اور واقعات:

جن مسائل کے بارے میں امام صاحبؒ کی رائے منقول نہیں بعد کے مشائخ نے ان کے بابت اجتھاد کیا ہے اس کو ''فتاوی اور واقعات'' کہا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں ابواللیث سمرقندیؒ کی کتاب ''النوازل''، علامہ ناطفی کی ''مجموع النوازل والواقعات'' اور صدر شہید کی ''الواقعات'' اولین کتابیں ہیں۔ (مولانا عبدالحی لکھنویؒ، النافع الکبیر: ص ۱۷، مکتبہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی)

فقہ حنفی کے متون:

جیسے جیسے اسلامی سلطنت پھیل رہی تھی ویسے ویسے فقہ حنفی بھی پھیل رہی تھی، نئے نئے مسائل سامنے آتے گئے، اجتھادات ہوتے گئے۔ اب ضرورت محسوس ہوئی، کہ اس سارے ذخیرے کو اس طرح ایک متن کی صورت میں تیار کیا جائے، تاکہ یاد کرنا آسان ہو جائے۔

سب سے پہلا متن: مختصر الطحاوی:

سب سے پہلے متن کی حیثیت سے امام ابوجعفر طحاوی (التوفی ۳۲۱ھ) کی کتاب ''مختصر الطحاوی'' مشہور ہوئی، اس متن میں امام طحاویؒ مسائل میں امام ابویوسف، امام محمد، امام زفر، امام حسن بن زیاد رحمہم اللہ) کے اقوال کو نقل کرتے ہیں، پھر کسی ایک قول کو ترجیح دیتے ہیں اور بعض اوقات اپنی مستقل رائے بھی پیش کرتے ہیں۔

ویسے تو متون پر بہت سی کتابیں لکھی گئی، لیکن جو کتابیں اہلِ علم کی توجہ کا مرکز بنی اور جن کو سب سے زیادہ مستند و معتبر قرار دیا گیا وہ چار کتابیں ہیں جن کو ''متونِ اربعہ'' کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

قدوری:

یہ ابوالحسین أحمد بن محمد قدوری (التوفی ۴۲۸ھ) کا رقم کردہ ہے جو متونِ اربعہ میں سب سے زیادہ مقبول ہوا۔ اس ۲۵۰ سے ۳۰۰ صفحات کی مختصر سی کتاب میں تقریباً ۱۲۰۰ مسائل ذکر کیے گئے ہیں۔ یہ متن عہد تصنیف سے لے کر آج تک پڑھایا جاتا ہے۔ اس کی کئی شروحات عربی، فارسی اور اُردو وغیرہ میں لکھی گئی۔

علامہ عینیؒ نے شرح ھدایہ میں ذکر کیا ہے، کہ امام قدوریؒ جب اپنی مختصر سی تالیف سے فارغ ہوئے تو اس کو سفرِ حج میں ساتھ لے گئے اور طواف سے فارغ ہونے کے بعد اللہ تعالی سے دعا کی ''الہی! اگر اس کتاب میں مجھ سے کوئی غلطی یا بھول چکی ہوگئی ہو تو مجھے اس پر مطلع فرما'' اس کے بعد جب کتاب کی ورق گردانی کی تو پانچ، چھ جگہ سے عبارت محو تھی۔

ہنر پرور اپنے بھی عیب و ہنر کو دیکھتے ہیں بنا کے آئینہ دیکھے ہے آئینہ گر

وقایۃ الروایۃ:

یہ برہان الشریعہ محمود بن احمدؒ (المتوفی ۶۷۳ھ) کی تالیف کردہ ہے۔ مؤلف یہ کتاب اپنے نواسے عبیداللہ ابن مسعود کے لئے بطور یادداشت لکھا کرتے تھے۔ اس کتاب میں دلائل کو حذف کر کے ہدایہ کے اصل مسائل کو ذکر کیا گیا۔ فقہ حنفی میں یہ کتاب ہمیشہ اہلِ علم کی توجہ کا مرکز بنی۔ اس کتاب پر بہت شروحات اور حواشی لکھے گئے، جن میں ''عبیداللہ ابن مسعود'' کی شرح الوقایہ بہت سے مقبول ہوئی اور آج تک بہت سے مدارس میں داخل نصاب ہے۔ (دکتور عمر سلیمان الاشقر، المدخل الی دراسۃ المدارس والمذھب الفقھیہ: ص ۱۰۶ط، دار النفاس، بیروت)

مجمع البحرین:

متونِ اربعہ میں چوتھے نمبر پر یہی کتاب ہے۔ جو مظفر الدین احمد (المتوفی ۶۹۴ھ) کی لکھی ہوئی ہے۔ ابن الساعاتی کے نام سے مؤلف مشہور ہیں۔ اس کتاب میں قدوری وغیرہ کے مسائل پر تھوڑا بہت اضافہ ہے۔ مؤلف فقہا کے اختلاف کی طرف اشارہ کرنے کیلئے دیگر مؤلفین سے جداگانہ رموز استعمال کرتے ہیں جیسے کسی کی رائے کے لئے جملہ اسمیہ، کسی کے لئے فعلیہ بفعل مضارع اور کسی کیلئے جملہ فعلیہ بفعل ماضی وغیرہ۔ (خالد سیف رحمانی: قاموس الفقہ: ج ا، ص ۳۸۲، زمزم پبلشر کراچی)

کنز الدقائق:

متونِ کا تذکرہ کنز الدقائق کا تذکرہ کیے بغیر نامکمل لگتا ہے۔ یہ متن فقہ اسلامی کے ذخیرہ کا سب سے ممتاز و منفرد متن کہلاتا ہے۔ یہ مشہور فقیہ، مفسر قرآن، علامہ ابوالبرکات عبیداللہ بن احمد (المتوفی ۷۱۰ھ) کا لکھا ہوا ہے۔ علامہ نسفی کا تحریر کردہ یہ متن اتنا مختصر اور جامع ہے، کہ اسلامی ادبیات میں نہ اس کے اختصار کی مثال ملتی ہے اور نہ ہی اس کی جامعیت کی۔ بعض مقامات پر اپنے اختصار کی وجہ سے ایک چیستان اور معمہ معلوم ہوتا ہے۔ اس کی مثالیں بہت ہی مشہور ہیں۔ ایک مثال کثرت سے دی جاتی ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کس طرح وہ ایک طویل بحث کو سمیٹ کر مختصر ترین عبارت میں بیان کرتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہیں، کہ ایک جنبی نے کسی کنویں میں ڈول نکالنے یا ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے غوطہ لگایا اور اس کے بدن پر کوئی حقیقی نجاست نہ تھی اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے، کہ کنواں اور جنبی پاک ہیں یا ناپاک؟ امام اعظم ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں، کہ ہر دو ناپاک ہیں۔

امام ابویوسفؒ فرماتے ہیں، کہ دونوں اپنے حال پر ہیں یعنی وہ آدمی بھی بدستور ناپاک اور جنبی ہے اور کنواں بھی پاک ہے۔

امام محمدؒ فرماتے ہیں، کہ ہر دو پاک ہیں۔تینوں ائمہ کرام کے تفصیلی دلائل ہیں۔ دیکھئے (البحرالرائق: ج ا،ص ۱۷۵، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ۔ تبیین الحقائق: ج ا،ص ۸۹، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)

اب اگر اس مسئلہ کو تفصیلاً لکھا جائے تو پانچ، چھ صفحے بھر جائیں گے، لیکن امام نسفیؒ نے اس ساری بحث کو ایک ہی جملہ میں یوں لکھا ہے، کہ مسئلة البئر جحط (کنزالدقائق: ص ۸، ط، قدیمی کتب خانہ کراچی)

چونکہ فقہاء کرام میں سب سے پہلا درجہ امام ابوحنیفہؒ کا ہے۔اس لئے پہلے ان کی رائے بیان کی ہے، کہ "جیم" سے مراد نجس ہے یعنی پانی اور وہ آدمی دونوں نجس ہیں۔امام صاحب کے بعد دوسرا درجہ امام ابو یوسفؒ کا ہے اس لئے دوسرے نمبر پر ان کا مسلک بیان کیا ہے، کہ "علی حالہ" یعنی دونوں اپنے حال پر رہیں گے۔کنواں بھی پاک اور یہ شخص بھی ناپاک رہے گا۔تیسری رائے امام محمدؒ کی ہے، جن کا درجہ ان دونوں حضرات کے بعد آتا ہے اس لئے ان کا مسلک آخر میں بیان کیا، کہ "طا" سے مراد طاہر یعنی کنواں بھی پاک رہا اور آدمی بھی پاک ہو جائے گا۔دیکھئے کتنے اختصار سے اس پوری بحث کو صرف تین حروف ج، ح، ط میں بیان کر دیا۔

کنزالدقائق پر بہت سی شروحات اور حواشی لکھی گئی ہیں، البتہ دو شروحات بہت مشہور ہیں۔ان میں ایک "البحرالرائق" ہے جس کو علامہ ابن نجیمؒ (المتوفی ۹۷۰ھ) نے لکھا ہے اس شرح میں کنز کے مسائل کی تشریح کے ساتھ بہت ضروری احکام کو پوری بسط وشرح کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔یہ آٹھ جلدوں میں چھپی ہے۔بازار میں عام دستیاب ہے۔دوسری شرح "تبیین الحقائق" ہے جو علامہ فخرالدین زیلعیؒ (المتوفی ۷۴۳ھ) کی تحریر کردہ ہے۔اس شرح میں دلیل اور استدلال پر بہت زور دیا گیا ہے یعنی کنزالدقائق میں یہ بات کیوں کہی گئی ہے، اس کی دلیل کیا ہے، یہ سات جلدوں میں چھپی ہے اور بازار میں دستیاب ہے۔(ملخص من محاضرات فقہ وکشف الظنون: ج ۲،ص ۱۵۱۶)

بدائع الصنائع:

یہ فقہ حنفی کی اہم کتاب ہے، جو درالاصل ایک متن کی شرح ہے اور بہت ہی مقبول ہے۔کہا جاتا ہے کہ یہ فقہ حنفی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا ہے۔چھٹی صدی ھجری کے ایک عالم علاؤالدین سمرقندیؒ (المتوفی ۵۳۲ھ) نے ایک متن "تحفۃ الفقہا" کے نام سے لکھا، جس میں انہوں نے مختصر القدوری کے مسائل پر اضافہ کر کے قدوری کی ترتیب کو بہتر انداز میں پیش کیا۔ان کے ایک شاگرد "ابوبکر بن مسعود کاسانیؒ" جو ملک العلماء کے نام سے مشہور ہیں۔انہوں نے جب اس متن کی شرح "بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع" کے نام سے لکھ کر استاد کو دکھائی تو انہوں نے اتنا پسند کیا، کہ شاگرد کو خوش ہو کر اپنی فرزندی اور دامادی میں لے لیا۔اپنی بیٹی فاطمہ جو بڑی فقیہہ تھی اس سے اپنے اس شاگرد کا نکاح کر دیا۔کہا جاتا ہے "شرح تحفتہ وتزوج ابنتہ" اب باپ (علامہ سمرقندی)، بیٹی (فاطمہ) اور داماد (علامہ کاسانی) تینوں فقہی معاملات پر غور کرتے اور لوگوں کے سوالات کے جوابات دیا کرتے تھے۔فتویٰ جب جاری ہوتا تو اس پر تینوں کے دستخط ثبت ہوتے تھے۔(محمد آمین، ردالمحتار: ج ا،ص ۱۰۰ مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)

یہ کتاب فقہ حنفی کی بہترین کتاب ہے۔اس سے بہتر کتاب فقہ حنفی میں نہیں لکھی گئی، بلکہ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا، کہ پورے فقہی ذخیرے میں کوئی کتاب اپنی منطقی ترتیب کے اعتبار سے اتنے بہترین انداز میں نہیں لکھی گئی جتنے بہترین انداز ہ میں بدائع الصنائع لکھی گئی ہے۔ ہر مسئلہ پر دلیل ونصوص کی کثرت سے انداز ہوتا ہے، کہ مصنف کی احادیث پر گہری نظر ہے۔ جب کوئی مسئلہ لکھتے ہیں تو عقلی و منطقی انداز میں اس کی وضاحت کرتے ہیں۔حسن ترتیب اتنا عمدہ کہ شروع باب ہی کی چند سطور میں پورے باب کا خلاصہ بیان کر کے قاری کو آنے والے مباحث کے بارے میں ذہنا تیار کر دیتے ہیں۔اگر کوئی فقہی موضوع پر قلم اُٹھائے اور اس تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنا چاہے تو اس کے لئے علامہؒ کاسائیؒ کی یہ کتاب بہترین رہنما ثابت ہوگی۔

ھدایہ:

جب امام ابوالحسن مرغینانیؒ (التوفی ۵۹۳ھ) نے مختصر القدوری اور جامع صغیر کو دیکھا، کہ ان میں بعض ایسے مسائل ہیں جو ایک دوسرے میں نہیں ہیں۔انہوں نے خیال کیا کہ دونوں قسم کے مسائل کسی ایک کتاب میں یکجا جمع کر دیے جانے چاہیے تو انہوں نے دونوں کتابوں کا تقابلی جائزہ لیا جہاں تکرار تھا اس کو حذف کیا، جو مسائل کسی ایک کتاب میں تھے دوسرے میں نہیں تھے ان کو ایک جگہ جمع کر کے ایک نیا متن تیار ''بدایۃ المبتدی'' کے نام سے تیار کیا۔ پھر اس بدایۃ المبتدی کی خود ہی شرح لکھی جس کا نام ''کفایۃ المنتھی'' رکھا۔کہا جاتا ہے، کہ یہ بہت ضخیم کتاب تھی جو اسی جلدوں پر مشتمل تھی، لیکن جب کتاب تیار ہوگئی تو خیال ہوا، کہ اتنی طویل کتاب کون پڑھے گا اس لئے اس کتاب کا ایسا خلاصہ تیار کیا جائے جس سے سب لوگ استفادہ کر سکیں۔یہ سوچ کر قلم اُٹھایا اور اسی جلدوں کا خلاصہ ''ھدایہ'' کی صورت میں لکھ ڈالا۔اس کتاب میں انہوں نے ایجاز کے ساتھ ایضاح کا ایسا بہترین نمونہ پیش کیا ہے شاید ہی کہیں اور مل سکے۔مؤلف کی اپنی علامات ہیں جن سے وہ اشارہ کر کے اختصار سے کام لیتے ہیں مثلاً ''بماتلونا'' سے آیاتِ قرآنی ''بماذکرنا'' سے دلیل عقلی اور ''بمارو ینا'' سے حدیث کو تعبیر کرتے ہیں۔تواضع کا یہ حال کہ اپنے لئے ''قال العبد الضعیف عفی عنہ'' ذکر کرتے ہیں۔(حواشی عبدالحی لکھنویؒ علی الھدایہ: ص۳ مکتبہ رحمانیہ، کراچی)

اگر کوئی اس کتاب کو اچھی طرح پڑھ لئے، اس کے دلائل سے گہرائی کے ساتھ واقف ہو جائے تو نہ صرف اچھا فقیہہ بن جاتا ہے، بلکہ اس کو فقہا کے اسلوبِ استدلال وطرزِ اجتہاد پر پوری گرفت بھی حاصل ہوتی ہے گویا اس کے ساتھ فقہ حنفی کی کنجی لگ جاتی ہے

رد المختار:

یہ وہ کتاب ہے جس کے تذکرے کے بغیر تشنگی دور نہیں ہو سکتی۔یہ علامہ محمد امین ابن عابدین الشامیؒ (التوفی ۱۲۵۲ھ) کی تالیف کردہ ہے۔جو بارہ سوسالہ فقہی تحقیقات کا نچوڑ ہے۔یہ کتاب مسائل کی تنقیح، مجملات کی تفسیر وتوضیح اور مشائخ کے اقوال کی تصحیح وترجیح میں اپنی مثال آپ ہے اور متاخرین کے لئے تحقیق وافتا کا نہایت اہم مرجع ہے۔اگر چہ علامہؒ شامیؒ بہت سے مقامات میں اہم فوائد ونکات کو ادنی ملابست کی بناپر ذکر کر دیتے ہیں اور بعض مرتبہ مسئلہ کو غیر مظان میں ذکر کر دیتے ہیں، جس کی وجہ سے پڑھنے والے کے لئے مسئلہ

تلاش کرنے میں کافی وقت اُٹھانی پڑتی ہے، لیکن یادرہے، کہ مفتی کیلئے خاص کرنئے مسائل پر لکھنے والوں کے لئے اس کتاب سے کوئی راہ فرار نہیں۔

فتاوی ھندیہ:

اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ (المتوفی ۱۷۰۷ء) کو اپنے دور حکومت میں خیال ہوا، کہ حکومت کی سہولت کے لئے فقہ حنفی کے مطابق مسائل اور جزئیات کا ایک مستند مجموعہ تیار کیا جائے، چنانچہ انہوں نے ملک کے چالیس علما کی (جواس فن کے ماہرین تھے) ایک کمیٹی بنائی اور اس وقت کے ایک ممتاز عالم دین شیخ نظام برہان پوریؒ کواس کمیٹی کا سربراہ مقرر کیا۔ انہوں نے ہدایہ کی ترتیب پر مسائل ظاہر الروایت پر اقتصار کیا اور معتبر کتب سے باحوالہ عبارات کو نقل کیا۔ یہ کتاب فقہی جزئیات کی کثرت اور احاطہ مسائل کے اعتبار سے محیط برھانی اور فتاوی تاتارخانیہ کے علاوہ شاید ہی کوئی کتاب اس کے مقابلہ میں رکھی جاسکے اس کتاب کی ترتیب اس محنت اور احتیاط سے کی گئی ہے، کہ جو مسائل قاضی یا مفتی کو درپیش آسکتے ہیں ان کے متعلق مشہور فقہا کی رائے آسانی سے مل جاتی ہے، لیکن اس کتاب کی کوئی خاطر خواہ خدمت نہیں ہوسکی۔ مسائل کی ترقیم، تحقیق وتعلیق کے اعتبار سے تشنہ لب ہے اور کسی محقق کے قلم کے قلم کی منتظر ہے۔ حال ہی میں جامعہ اسلامیہ طاہریہ میٹرو ویل کے رئیس دارالافتاء مفتی آصف اختر صاحب مدظلہ کے زیر نگرانی ترقیم وتبویب کا کام شروع ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے۔ (آمین)